

ٹیسکو ، ایزڈا یا کسی دوسری کمپنی میں کام کرنا جائز ہے؟
 الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہاں انگلینڈ میں کونسے کام کرنا جائز ہے اور کونسے کرنا ناجائز ہے کیا آپ ہمارا یہ مسئلہ حل کر سکتے ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ٹیسکو (Tesco) میں کام کرنا ناجائز ہے اور کچھ کہتے ہیں ایزڈا (Asda) میں کرنا ناجائز ہے اور کچھ کہتے ہیں چکن کی فیکٹری میں کام ناجائز ہیں تو ایسی صورت میں بندہ کونسا کام کرے۔ اگر کوئی بندہ حلال کام تلاش کرتا ہے تو پھر بعد میں پتا چلتا ہے اونر (Owner) حرام کام میں مبتلا تھا تو وہ شاید حرام رقم سے ہی تنخواہ دے رہا ہوگا تو ایسی صورت میں ہمیں کیا حکم ہے۔

سائل: کثیر لوگ (انگلینڈ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي النُّورَ وَالصَّوَابَ

میں آپ کو قاعدہ و کلیہ عرض کر دیتا ہوں جو اس جیسے ہزاروں مسائل کا جواب ہے کہ کام (Job) کی دو قسمیں ہیں۔

(1): ایک وہ کام (Job) جس میں ناجائز کام ہی کرنا پڑتا ہے ، جیسے وہ کام جس میں حرام گوشت یا شراب کسی مسلمان کو بیچنا یا سود کا لین دین کرنا یا اس کا حاصل کرنا وغیرہ اس کام کرنے والے کے ذمہ ہے ، ایسی ملازمت خود حرام ہے ، اگرچہ اس کی تنخواہ خالص مال حلال سے دی جائے ، ایسا حلال مال بھی اس کے لئے حرام ہے۔

(2): دوسرا وہ کام (Job) جس کا کرنا تو جائز ہے مگر تنخواہ دینے والا وہ ہے جس کے پاس حرام مال آتا ہے تو اگر آپ کو معلوم ہے کہ یہ جو مجھے دیا جانے والا مال بعینہ حرام مال ہے تو اس کا لینا حرام ہے یہ جاننا کہ یہ مال بعینہ حرام ہے بہت مشکل کام ہے۔ لیکن اگر مالک کا حرام مال دوسرا حلال مال میں مل گیا ہے یا حرام مال حلال سے بدل گیا ہے کہ اس مالک نے حرام مال کسی کو دیا اور اس کے بدلے کوئی اور مال لے لیا وہ بدلا ہوا مال آپ کو تنخواہ میں دیا تو اسے لینا آپ کے لیے جائز ہے۔ اگر حرام مال ہی آپ کو دیا مگر آپ کو اس کا علم نہیں کہ یہ حرام ہے یا حلال ہے تو بھی آپ کا اسے لینا جائز ہے۔

جیسا کہ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ملازمت دو قسم ہے ایک وہ جس میں خود ناجائز کام کرنا پڑے ، جیسے یہ ملازمت جس میں سود کا لین دین ، اس کا لکھنا پڑھنا ، تقاضا کرنا اس کے ذمہ ہو ، ایسی ملازمت خود حرام ہے ، اگرچہ اس کی تنخواہ خالص مال حلال سے دی جائے ، وہ مال حلال بھی اس کے لئے حرام ہے ، اور مال حرام ہے ، تو حرام درحرام۔

دوسرے یہ کہ وہ ملازمت فی نفسہ امر جائز کی ہو مگر تنخواہ دینے والا وہ جس کے پاس مال حرام آتا ہے ، اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اگر معلوم ہو کہ جو کچھ اسے تنخواہ میں دیا جا رہا ہے ، بعینہ مال حرام ہے۔ نہ بدلا نہ مخلوط ہوا نہ مستہلک ہوا تو اس کا لینا حرام ورنہ جائز۔ قال محمد بہ ناخذ مالہ نعرف شیئاً حراماً بعینہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا، ہم اسی کو اختیار کریں گے جب تک عین حرام چیز کا علم نہ ہو، ہندیہ میں ظہیریہ سے منقول ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی عشر ۵ / ۳۴۲)

اور ایک اور جگہ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: اگر کسی امر جائز کی نوکری ہے تو جائز ہے، تنخواہ میں وہ روپیہ کہ بعینہ سود میں آیا ہو نہ لے، اور مخلوط و نامعلوم ہو تو لے سکتا ہے۔ یونہی ایسے نامعلوم روپے سے مسجد و مدرسہ کی اعانت بھی ہو سکتی ہے، خصوصاً ایسی حالت میں کہ مال حلال غالب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج 19 ص 524)

ایسے تمام مسائل کے جوابات کی بنیاد وہی جزیہ ہے جو امام محمد علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے کہ جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ مجھے دیا جانے والا مال حرام بعینہ ہے مخلوط یا کسی دوسرے مال سے بدلا ہوا نہیں تو اسے لینا ناجائز ورنہ جائز ہے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "اُخْتَلَفَ النَّاسُ فِي اخْذِ الْجَائِزَةِ مِنَ السُّلْطَانِ قَالَ بَعْضُهُمْ يَجُوزُ مَا لَمْ يَعْلَمْ أَنَّهُ يُعْطِيهِ مِنْ حَرَامٍ قَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَبِهِ نَأْخُذُ مَا لَمْ نَعْرِفْ شَيْئًا حَرَامًا بِعَيْنِهِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَأَصْحَابِهِ"

علماء نے بادشاہ سے انعام وغیرہ لینے کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جائز ہے جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ وہ حرام مال سے ہی دیتا ہے (یہی صحیح ہے) اور امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب کسی چیز کے حرام بعینہ ہونے کا ہمیں علم نہ ہو جائے تو ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں۔

(فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی ج 5 ص 342)

مذکورہ بالا قواعد کے پیش نظر اب اپنی ملازمتوں کا حکم خود ہی معلوم کر لیں۔
وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کتبہ ابو الحسن محمد قاسم ضیاء قادری

Date:13-11-2018

Is it permissible to work for Tesco, Asda or any other company?

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله

QUESTION:

What do the scholars of the Dīn and muftīs of the Sacred Law state regarding the following issue: Which jobs are permissible here in the U.K. and which are impermissible. Can you solve my problem because some people say that it is impermissible to work in Tesco, and some also say that it is impermissible to work in Asda. Some also say that it is impermissible to work in a chicken factory, so in this case, what job are we meant to do. If one tries finding a lawful job, then one finds out later on that the owner was involved in harām actions, and was probably paying wages with unlawful money. So what is the ruling for us in such case?

Questioner: Many people from U.K.

ANSWER:

بسم الله الرحمن الرحيم
الجواب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اللَّهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

I will request the general rule of thumb, which is actually the answer to thousands of issues like this. There are two types of jobs:

1. One in which a person is involved in impermissible tasks. Such as the task involving the selling of unlawful meat or alcohol to a Muslim, or the giving and taking of usury [interest], or even receiving it, etc - all of these come under the responsibility of the person involved. This type of job is harām, even if the income of such a person is paid solely from a halāl source, even such halāl wealth is harām for this person.
2. The other which itself is permissible to do, however the one paying the wages receives harām wealth. So, if one knows that the wage which is being given is, in essence, harām wealth, then taking this is also harām. However, it is very difficult to ascertain whether such money has come from a harām source. Though if the harām wealth of the owner is mixed along with any of his halāl wealth, or the harām wealth has changed to halāl, in the sense that he gave the harām wealth to someone, and in exchange for this, he took some other wealth. Then if the owner paid the wage using this exchanged money, then it is permissible for you to take this from him. However, if it was actually harām wealth which he gave you, but you were unaware of whether it was harām or halāl, then your taking this is still permissible.

Just as Sayyidī Alā Hazrat Imām Ahmad Razā Khān, upon whom be infinite mercies, states that there are two types of employment. One is that which itself involves impermissible tasks, such as working somewhere which involves the giving & taking of usury [interest], making note & taking account of it, asking for it; he is responsible for all of these. Such a job is harām itself, even if such person is paid from solely a halāl source. This halāl wealth is also harām for this person [to take] as well, and is harām wealth, thus harām upon harām.

The other is that particular job is, in essence, permissible, but the one paying the wages is someone who receives harām wealth. The ruling in such said case is that if one knows that whatever is being paid is, in essence, harām wealth, then unless it is exchanged, mixed, or used up [and thus replaced with halāl wealth], it is harām to take, otherwise it is permissible.

"قال محمد به نأخذ ما لم نعرف شيئاً حراماً بعينه"

"Imām Muhammad, upon whom be mercy, has stated that as long as we don't know something is harām in essence, then we will choose this opinion; it is narrated as such in Hindiyyah from Zhahīriyyah."

[Fatāwā Hindiyyah, vol 5, ch 2, pg 342]

Sayyidī Alā Hazrat Imām Ahmad Razā Khān, upon whom be countless mercies, has also stated in another place that if one has a job which itself entails permissible tasks, then it is permissible. Such a person should not take wage in which there is the involvement of usury [interest]. However, if it is a case of mixed money or it is not known [whether it is harām or not], then one may take this. Likewise, one may use the money of an unknown source in aid of a masjid or madrasah, more so in the case when the most part is halāl.

[Fatāwā Ridawīyyah, vol 19, pg 524]

The basis to the answer for all of these matters is what Imām Muhammad, upon be mercy, has stated, that until one does not come to know that the wealth I am about to receive is in essence harām, or mixed/exchanged with other [halāl] wealth, then it is impermissible to take from such, otherwise it is permissible. Just as it is stated in Fatāwā Hindiyyah,

"اختلف الناس في أخذ الجائزة من السلطان قال بعضهم يجوز ما لم يعلم أنه يعطيه من حرام قال محمد رحمه الله تعالى وبه نأخذ ما لم نعرف شيئاً حراماً بعينه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى وأصحابه"

"Scholars have differed over taking a wage, etc from a king, sultan, etc; some have said it is permissible so long as one does not come to know that it is actually harām wealth from which he gives from. Imām Muhammad, upon whom be mercy, states that when we don't know something is harām in its essence, then we will choose this opinion."

[Fatāwā Hindiyyah, vol 5, ch 2, pg 342]

والله تعالى اعلم ورسوله اعلم صلى الله عليه وآله وسلم
كتبه ابو الحسن محمد قاسم ضياء قادري

Answered by Mufti Qasim Zia al-Qadri

Translated by Haider Ali